© rasailojaraid.com

درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

پکے مومن بن جایئے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ آ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتَابِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً م بَعِیْدًا(النساء:۱۳۶)

''اے ایمان والو! یقین لاؤ اللہ پر اور اس رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی اس سے پہلے، اور جو کوئی انکار کرے اللہ کا اور اسکے ملائک کا، اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا تو بلاشبہ وہ بہک کر دور (کی گمراہی میں) جا پڑا۔''

معانئ الفاظ:

اٰمَنُوْا...... وہ ایمان لائے۔**اٰمِنُوْا**......تم ایمان لاؤ۔**اَلْکِتَاب**......وہ خاص صحیفہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا۔**ضَلَّ**......وہ گمراہ ہوا۔**ضلٰلاً** گمراہی، بھٹکنا، گم ہو جانا۔

معارف وتفسیر:

پیش نظر آیت میں اہل ایمان کو اپنے ایمان میں پختگی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان باتوں کا ذکر ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔آیت کے دوسرے حصے میں ذکر کیا گیا ہے کہ اِن باتوں کا انکار گمراہی اور کفر ہے۔آگے چلنے سے پہلے معلوم کرنا ضروری ہے کہ ایمان کیا ہے؟

ایمان کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

ایمان مصدر ہے اور اس کا مادہ ''ا،م،ن'' ہے۔اس کے دو معنیٰ آئے ہیں، ایک امانت جو خیانت کی ضد ہے، دوسرے تصدیق جس کی ضد تکذیب ہے، اسی مادہ سے ایک معنیٰ ''امان'' بھی ہے جس کی ضد خوف ہے۔اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں ایمان تصدیق کے معنیٰ میں ہے اور یہ معنیٰ ''امان'' کی طرف راجع ہے اس لیے کہ صاحبِ ایمان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (الانعام:۸۳)

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم کو ملوث نہیں کیا، انہی لوگوں کے واسطے جائے پناہ ہے اور وہی سیدھی راہ پر ہیں۔''

معلوم ہوا کہ کوئی شخص جب کفر وانکار کی راہوں کو چھوڑ کر شاہراہِ ایمان کا سفر اختیار کرتا ہے تو اس کی جان ومال اور عزت وآبرو اسی طرح محفوظ ہو جاتی ہے جس طرح دیگر اہل ایمان ایک دوسرے سے امن وسلامتی میں ہوتے ہیں۔اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے مخالف معنیٰ مراد لیے جائیں تو مطلب ہوگا کہ اگر کوئی کافر مسلمانوں کا معاہد نہ ہوتو اس کی جان و مال کی ضمانت نہیں۔

ایمان کے اصطلاحی معنیٰ اہل علم نے متعدد بیان فرمائے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ موجباتِ ایمان کی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرنا۔ آیت ذیل میں موجبات ایمان کا بیان بھی ہوا ہے......اور وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) اللہ کی کتابوں پر ایمان (۳) اللہ کے فرشتوں پر ایمان (۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان (۵) آخرت کے دن پر ایمان (۶) خیر و شر کی تقدیر پر ایمان

قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی مبارک احادیث میں ایمان کے نتائج یا یوں کہہ لیں ایمان کے ثمرات بھی بیان ہوئے ہیں۔ یعنی وہ صفات و اعمال جو ایک صاحبِ ایمان کی پہچان ہوتے ہیں۔ مثلاً اطاعتِ الٰہی، اتباعِ رسول، استقامت فی الدین، اخلاص، احسان، امانت، والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک، توحید، تقویٰ، دعوت الی اللہ، سچائی، عبادت، اطاعت اور یقین ہیں...... جبکہ ایمان کی ضد کفر، شرک، الحاد، ضلال، عصیان، اعراض، زندقہ، نفاق، فسق و فجور، ریاء اور ارتداد ہیں۔

ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں:

اہل ایمان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ ایمان اور اخلاق و اعمال میں گہرا تعلق ہے۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال و اخلاق اس سے پھوٹنے والی شاخیں اور پھل پھول ہیں، ایمان بنیاد ہے اور اخلاق و اعمال اس بنیاد پر اٹھائی جانے والی خوب صورت عمارتیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کے ستر شعبے ہیں، سب سے افضل کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے۔'' ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: ''ایمان کے ستر شعبے ہیں اور ''حیاء'' ایمان کا شعبہ ہے......'' ایمان کے شعبوں سے مراد وہ تمام اعمال و اخلاق اور ظاہری و باطنی احوال ہیں جو کسی دل میں ایمان آ جانے کے بعد اس کے نتیجہ اور ثمرہ کے طور پر اس میں پیدا ہونے چاہئیں۔ جیسے کسی سرسبز و شاداب درخت میں سے برگ و بار نکلتے ہیں اس طرح گویا تمام اعمال خیر و اخلاقِ حسنہ ایمان کے شعبے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کے درجے مختلف ہیں۔

ایمان کے تکمیلی عناصر:

زیر درس آیت میں جو فرمایا گیا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا ...... کہ اے ایمان والو! یقین لاؤ...... یعنی تکمیل ایمان کرو...... تو اس تکمیل ایمان کے بعض اہم موجبات تو قرآن مجید میں بھی بیان ہو گئے البتہ حدیث رسول کی طرف رجوع کرنے سے بھی تکمیل ایمان کے بہت سے عناصر کی نشان دہی ہوتی ہے...... مثلاً ایک حدیث میں ہے:

> ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو'' ...... ایک دوسری حدیث میں ہے:...... ''تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی ہوائے نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

> ''جس نے اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ ہی کے لیے روکا تو بلاشبہ اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی۔''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایک اور حدیث مبارکہ میں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قسم اللہ کی وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی وہ مؤمن نہیں، قسم اللہ کی وہ مؤمن نہیں! عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون مؤمن نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔''

امر بالمعروف ونہی عن المنکر دین اسلام کے اہم ترین واجبات میں سے ہے اور اسے لازمۂ ایمان بیان فرمایا گیا ہے۔

حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے جو شخص کوئی بری اور خلافِ شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ (یعنی زورِ قوت) سے اسے بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے ہی اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں ہی اسے برا جانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔''

قرآن مجید کی ایک ایک آیت اور نبی کریمﷺ کی ہر ہر حدیث کی طویل تشریحات کی جاسکتی ہیں۔ عقل مندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ کامل مؤمن وہ ہوتا ہے جس کے ایمان کا اثر اس کے اعمال واخلاق میں بھی نظر آئے۔ محض زبان سے کلمہ پڑھ لینا نفسِ ایمان کو تو ثابت کر دیتا ہے لیکن آگے ایمان کے جو تقاضے ہیں انہیں نبھانا اور انہیں اپنے پورے ڈھانچے پر نافذ کرنا بھی لازمی ہے۔

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اسلام کے بارے میں مجھے کوئی ایسی جامع اور شافی بات بتایئے کہ آپ کے بعد پھر میں کسی سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھوں......آپ نے ارشاد فرمایا:

''کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر پوری طرح اور ٹھیک ٹھیک اس پر قائم رہو'' (مسلم)

اس کا مطلب یہی ہے کہ بس اللہ ہی کو اپنا معبود برحق اور رب مان لو، اپنے آپ کو اس کا بندہ بنالو، پھر ایمان اور عبدیت کے تقاضوں کے مطابق اپنی پوری زندگی کو گزارنے کا دستور بنالو......بس یہی کافی ہے۔ کہنے کو **اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ** ایک چھوٹا سا جملہ ہے مگر ذرا اس کے تقاضوں پر غور وفکر کر کے اور انہیں نباہ کے دیکھئے تو معلوم ہوگا کیسے کیسے شدائد و مصائب آپ کی راہ میں آتے ہیں۔ دین پر استقامت محض امرِ ربیّ کی اطاعت ہی نہیں بلکہ اخروی نجات وسعادتِ ابدی بھی اس کا حاصل اور ثمرہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَo اُولٰئِکَ اَصْحَابُ الْجَنَّۃِ خَالِدِیْنَ فِیْھَا جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ. (حٰمٓ)

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب ''اللہ'' ہی ہے اور پھر وہ اس پر ڈٹے رہے تو انہیں کوئی رنج وغم نہ ہوگا، وہ سب جنتی ہیں، اپنے اعمال کے بدلے میں وہ جنت ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں پکے مؤمن اور اپنے سچے بندے بنالے اور ہمیں ظاہری وباطنی، فرحت وغم، مصائب و شدائد، تنگی وفراخی غرض ہر حالت میں دل وجان سے ایمانی تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

© rasailojaraid.com